ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

حضرت شیخ الہند کی عظمت کے عناصر ترکیبی

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام دہلی میں منعقدہ شیخ الہند سیمینار میں پیش ہونے والا ایک مقالہ

تاریخ عالم میں بہت سی ایسی شخصیتیں گذری ہیں جنہیں بڑا کہا جاتا ہے۔ یہ شخصیتیں علم و عمل کے مختلف
...میں اپنے خصائص و خدمات کی بنا پر بڑی کہلاتی ہیں۔ ملّتِ اسلامیہ پاک و ہند کی تاریخ بھی بڑے بڑے
...ئے دین، صوفیائے کرام، مشائخ عظام اور ادیبوں، مصنفوں، مدبّروں، مفکروں اور قومی خدمت گذاروں کے
...ے خالی نہیں۔ ان کے نام ہماری زبان پر اور ان کے تراجم و تذکار زیرِ تحریر و مطالعہ آتے ہیں تو ہمارا سر فخر سے
...و جاتا ہے۔

یہ صورت تو اس وقت ہوتی ہے جب ہمارے ہاتھ میں ایک حقیقت پسند اور مورخ کا قلم ہوتا ہے۔ اور
...ذہن تعصب سے اور زبان مبالغہ سے قطعاً ناآشنا ہوتے ہیں۔ مجرد و منفرد عظمتوں کا یہی ذکر جب نیازمند
...پر آتا ہے تو قلب عقیدت سے جھوم جھوم اٹھتا ہے اگر دردمندی پہلو میں ہو اور ارادت سے قلم کا سر
...جائے تو ممدوح کے محاسن کی ایک ایک خوبی کو سو سو انداز سے بیان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ لیکن جب حضرت
...الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ اس عہد کی ایک عظیم اور نادر روزگار
...صیت اور مذہب و سیاست میں سلطانِ وقت و سکندرِ اعظم تھے۔ تو یہ ایک روادارِ قلم کی تحریر اور عقیدت
...ب کا فیصلہ نہیں ہوتا، نہ یہ بات تجزیہ کرتے ہوئے ان کی کوئی مجرّد خوبی ذہن میں آتی ہے۔ اگر کسی مجرّد خوبی ہی
...ر کوئی شخص عظمت کے تاج کا مستحق قرار پائے تو یقین کرنا چاہیے کہ تاریخ ملّتِ اسلامیہ پاک و ہند میں ایسے
...ر علماء کے نام ملتے ہیں جن کے علمی و تصنیفی کارنامے بے حد و حساب ہیں۔ ایسے صوفیاء و مشائخ ہیں جن کے
...ں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ شعلہ بیان و آتش نوا خطیبوں کی بھی تاریخ میں کمی نہیں۔ فلسفہ و کلام
...ایسے ماہر جن کی نکتہ آفرینیوں کا کوئی جواب نہیں۔ ایسے حکماء عقلا ہیں جن کی حکمت و دانائی نے دنیا کو ورطۂ حیرت
...ال دیا ہے۔ بے مثال شاعر، لاجواب ادیب اور ایسے صاحبِ طرز انشا پرداز ہیں جن کے کلام و انشاء کی

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دل ربائیوں نے لاکھوں قارئین ادب کے الگ الگ حلقے اور مستقل مکاتبِ فکر و فن پیدا کردیے ہیں کتنے ہی اور مفکر ہیں جن کے افکار نے زندگی کی تعمیر میں حصہ لیا ہے۔ مختلف علوم و فنون کی تاریخ میں ان کے نام عزت و ا سے جگہ پانے کے مستحق ہیں لیکن علم و فکر اور فلسفہ و عمل کے تمام اعتراف کے باوجود یہ ایک تاریخی حقیقت ہے "شیخ الہند" ان میں کوئی نہیں۔

اگر ہم انسانی عظمت کے بجائے علم و عمل کی کسی ایک خوبی اور فکر و سیرت کے کسی خاص حسن کے شیدائی ہوتے تو ہمارا مرجع اور مرکزِ عقیدت کوئی اور شخصیت بھی ہو سکتی تھی اور تعجب نہ ہوتا کہ حضرت ہی کے حلقے کسی صاحبِ علم و فن کو اپنی نیازمندی کے اظہار کے لئے منتخب کر لیتے۔ کہ اس حلقے میں بے مثال ادیب و خطیب محدث و مفسر، شیخ و صوفی۔ مدرس و معلّم اور صحافی و مبلغ سے لے کر حکیم الامت تک موجود تھے۔ یہ نہ سمجھ میں ان خصائص و محاسن کا منکر ہوں لیکن مجھے ایک جامع الصفات عظیم انسان کی تلاش ہے۔ کسی ایسی عمارت ضرورت نہیں جو اپنی تاریخ رکھتی ہو۔ لیکن فیضانِ الٰہی کی بخششوں سے مالامال نہ ہو اور اپنے حسنِ تعمیر میں آگرے تاج اور نظارۂ جمال میں لاہور کے شالامار کی طرح کسی آمر کے حکم اور کسی سرمایہ دار کی دولت کی رہینِ منت ہو میں کسی ایسی عورت کے حسن کا متلاشی نہیں جسے قیمتی پتھروں کے استعمال سے رنگین و سنگین بنایا گیا ہو۔ میں ایک انسانی سیرت کا جویا ہوں جسے فکر و عمل کے حسن و توازن اور جامعیت نے عظیم بنایا ہو جس کا تعلق اسی عہد سے اور جس کا نام ہماری سماعت اور فہم کے لئے مانوس ہو۔ جس کا فکر بلند، قلب فراخ اور نظر وسیع ہو اپنے عقائد میں محکم اور سیرتِ اسلامی میں پختہ ہو۔ جو مسلمانوں کے لئے ایک آبرومندانہ زندگی کا خواہاں ہو۔ جس کی نظر میں تمام خلق انسانی خدا کا گھرانہ ہو اور وہ اس پورے گھرانے کی فلاح و بہبود کے لئے فکرمند ہو کی ملت پروری کا یہ عالم ہو کہ بلقان کی جنگ اور سمرنا و تھریس اور طرابلس کے میدانوں میں کسی مسلمان کے میں کانٹا چبھے تو وہ دیوبند کی مسندِ رشد و ہدایت پر اور مجلس درس و تدریس میں تڑپ اٹھے۔ لیکن اس انسانی ہمدردی و غم گساری کا یہ عالم ہو کہ اپنے ملک میں ایک ایک برادرِ وطن کی آزادی کے لئے اپنی زندگی کی راحتوں کو قربان کر دے جس نے میدانِ جنگ میں خدا اور اس کی بخشی ہوئی آزادی کے دشمنوں سے نفرت کرنا سیکھا ہو۔ لیکن جو مخلوقِ خدا سے محبت کرتے اور انہیں ان کی چھینی ہوئی آزادی دلانے کے لئے پیدا ہوا ہو۔ مجھے ایک ایسے وجودِ گرامی کی تلاش ہے جس کا تعلق خواہ سہارنپور کے کسی قریے سے ہو لیکن وہ پورے ملک کا افتخار ہو اس کے نام کے ساتھ خواہ دیوبندی لکھا جاتا ہو لیکن اس کی سیرت تمام مکاتبِ فکر کے لئے محمود ہو۔ اس کا تعلق اگرچہ برصغیر پاک و ہند سے ہو لیکن اس کا قلب پورے ایشیا میں استعمار کے استحصال پر خون کے آنسو روتا ہو۔ اور اگرچہ وہ خود ایشیائی ہو لیکن اس کی نظر میں تمام روئے زمین پر بسنے والے انسان آزادی و ا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابر ہیں اور دنیا کا ہر مظلوم خواہ اس کا تعلق کسی ملک اور کسی قوم و طبقہ سے ہو۔ وہ یکساں ہمدردی و
ت کا مستحق ہو۔

دنیا میں بہت سے خصائص و فضائل کی پرستش کی جاتی ہے اس میں طاقت و قوت، مال و دولت،
و جمال حکومت و اقتدار بھی شامل ہیں۔ پس اگر کوئی شخص انہی چیزوں کا پرستار ہے تو اسے کون روک
ہے، وہ اپنے معبود کے حضور اپنی جبینِ عجز و نیاز جھکا دے۔ دنیا کی تاریخ عبودیت و نیاز کے حسین
اور حیرت زا نظارہ ہائے جمال سے بھری پڑی ہے۔ آپ کے گرد و پیش کی دنیا میں نہ طاقت و قوت کے معبودان
کی کمی ہے جو انا ربکم الاعلیٰ کے نعرہ زن ہیں۔ نہ مال و دولت کے ایسے حسین مناظر کی، جن کی دلفریبیوں نے
عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور نہ حکومت و اقتدار کے ایسے ساحروں کی جو در حقیقت خود مسحور ہیں لیکن
اقتدار کی بجلیوں کی چمک اور حکم و صدائے انا ولا غیری کی کڑک نے عقلوں کو ماؤف اور ذہنوں کو مسحور کر رکھا
ہے علاوہ دنیا میں مٹ جانے والی قوت و طاقت، متزلزل ہو جانے والے اقتدار اور فانی حسن و جمال کے آگے
جھکنے والے سروں کی بھی کمی نہیں۔ خدا کی پھیلی ہوئی زمین پر کسی بھی ملک میں انسانی شرف کی پامالی کا یہ اندوہ ناک
دیکھا جا سکتا ہے۔

لیکن آپ مجھے کسی ایسی شخصیت کا پتہ اور ایسی عظمت کا نشان بتائیں جو خصائص سیرت و فضائل علمی کی جامع
ہو، جس کے افکار کی روشنی نے غلامی کی ذلت و نکبت سے آزادی کی عزت اور آبرومندانہ زندگی کی طرف رہنمائی
کی ہو۔ جس کے پاس حکومت کا اقتدار نہ ہو لیکن وہ دلوں پر حکمراں ہو۔ اس کے پاس مال و دولت نہ ہو لیکن اس کے
حسنِ اخلاق و حسنِ عمل سے ایک دنیا اس کی گرویدہ ہو گئی ہو۔ وہ حسن و جمال ظاہری کا مالک نہ ہو لیکن وقت کے تمام سلاطین
اور شیفتگانِ حریت اس کی زلف کے اسیر ہوں۔ اور اس کے ایک ادنیٰ اشارہ و ایما پر وطن میں اپنی
تمام ہی راحتوں کو تج کر کے غربت اور جلاوطنی کی زندگی کی صعوبتوں کو اپنے لئے سرمایۂ راحتِ جاں سمجھ کر اپنے
سینے سے لگا لیں اور اس کے عشق میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پیروں کے لئے زنجیر کی کڑیاں ڈھالنے کا کام
کریں، وہ اپنی صلیب خود اپنے کندھے پر اٹھا لیں اور آزادانہ زندگی کی سیر و گردش کی جگہ اسارت کے حبس اور
قید خانے کی سختی و قید کو قبول کر لیں۔ جس نے زبان سے کبھی حکم نہ چلایا ہو لیکن دنیا نے اس کے نطق و بیان کے موتی چن
کے لئے اپنے دامن پھیلا دئے ہوں۔ جس نے دنیا کو اپنی پرستش کے لئے نہ پکارا ہو۔ کہ اس کے عقیدے میں یہ کفر تھا
اور انسانی شرف کو پامال کیا جائے لیکن دنیا نے عقیدت و نیاز کا سر اس کے سامنے جھکا دیا ہو۔

حضرات! میرا ذوق ایک ایسی سیرت کے پاکبازانہ حامل کے نظارۂ جمال ہی سے تسکین پا سکتا ہے جو اپنی
زندگی کے تمام اعمال، روز و شب کے معمولات، اپنی شکل و صورت اور وضع قطع میں ایک مذہبی زندگی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شخصیت کی مثال ہو لیکن وہ ملکی زندگی کے تقاضوں کو بھی سمجھتا ہو۔ اور قومی فرائض کی بجا آوری میں وہ کسی قوم پرست سے پیچھے نہ ہو اور ایک مذہبی عالم ہونے کے ساتھ کہ وہی اسلامی زندگی میں رہنمائی کا سب سے زیادہ مستحق ہو سکتا ہے۔ وقت کی سیاست اور اس کی رفتار کار کا اندازہ شناس بھی ہو۔ مذہب و سیاست کے بام سنداں پر جس کی گرفت سخت ہو۔ اور دونوں کو باہم آمیز کر کے ان کے دائرہ و حدود کی نزاکت پر نظر رکھ سکے اور شریعت کے خصائص کو عشق کے مطالبوں اور تقاضوں سے پامال نہ ہونے دے۔ اور جس کی سیرت کی خوبی ہو کہ سیاست کے دریا میں اپنی کشتی کی تختہ بندی کر لے اور دریا کے چھینٹوں سے اپنی زندگی کے دامن تر بھی نہ ہونے دے۔

حضرات! اس تمہید لطیف کو کہاں تک طویل اور اس حکایت لذیذ کو کب تک دراز کیا جائے۔ میرے لئے اس حکایت میں خواہ کتنی ہی دلفریبی کا سروسامان ہو، لیکن یہ بات کسی طرح مناسب نہیں کہ آپ کی طلب کو اپنے ذوق بیان و داستان سرائی کا پابند کروں۔ میں صاف الفاظ میں اپنے اس عقیدے کا اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ ان تمام فضائل و محامد علم و عمل اور خصائص و محاسن فکر و سیرت اور ایثار وقت و جان اور جہاد ملّی و قومی کی جامع کوئی شخصیت اگر ہے تو وہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کی ہے۔

حضرت کی زندگی پر نظر ڈالنے اور آپ کے افکار و خدمات کے بیان و تجزیہ کے کئی انداز ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک انداز یہ ہوگا ـــــ اور عام طور پر اہلِ قلم اور اصحابِ نظر اسی کو اختیار فرمائیں گے کہ علم و عمل کے مختلف میدانوں میں آپ کے افکار و خدمات کا جائزہ لیا جائے لیکن ان معنوں میں آپ کی ذاتِ گرامی ایک ذات تھی کہاں؟ آپ کا وجودِ مقدس و گرامی مرتبت علم و ادب، فکر و نظر، مذہب و سیاست، ایثار و عمل، اخلاق و سیرت اور مذہبی علوم و فنون کے مختلف دبستانوں کا ایک دبستان اور سینکڑوں انجمنوں کی ایک انجمن تھا۔ آپ کے وجودِ مقدس سے فیضانِ الٰہی کے سینکڑوں چشمے پھوٹے تھے۔ آپ کی ذاتِ گرامی کا ایک خاص دور میں ایک محور ضرور تھا۔ لیکن اپنے دور میں آپ خود ایک نظام رشد و ہدایت اور مذہب سیاست کے مرکز و محور تھے۔ آپ کی خدمات کا جائزہ اس طرح بھی لیا جا سکتا ہے کہ آپ کی دعوت جو تعمیرِ نو سے لے کر انقلاب تک، مسندِ درس و تعلیم اور ذوقِ عمل کی تربیت سے لے کر میدانِ جہاد و عمل تک، تالیف و تدوین افکار سے لے کر جہاد لسانی کے ملی و قومی میدانوں تک، مسلمانوں کی عام اجتماعی زندگی سے لے کر بین الملّی سطح تک اور مسلمانوں سے لے کر برادرانِ وطن تک، ملکی حالات سے لے کر بین الاقوامی مسائل تک اور اسلامی دینی دائرے سے لے کر قومی سیاست کے تمام گوشوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس پر بھی من حیث القوم نظر ڈالی جائے۔ دینی و ملّی، ملکی و قومی اور بین الاقوامی سیاست میں دارالعلوم کی مسندِ درس و تدریس، اصحابِ عمل اور مردانِ کار کی تعلیم و تربیت، جمعیۃ الانصار الاد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظارۃ المعارف القرآن کا قیام تمہ کی کے لئے ایثار وقت و مال، مولانا عبید اللہ سندھی کا سفر کابل، خود حضرت کا سفر حجاز و اسارت مالٹا، ریشمی رومال کی تحریک اور ترک موالات، ہندو مسلم اتحاد، دارالعلوم دیوبند اور مدرسۃ العلوم علی گڑھ کا ربط و اتصال، حضرت کی دعوت و رہنمائی کے خاص عنوانات ہیں۔

حضرات! فرصت کے ان چند لمحوں میں حضرت علیہ الرحمہ کی رہنمائی اور سیرت و افکار کے خصائص کا ذکر اجمال سے بھی ممکن نہیں۔ اب اس صحبت کو ختم کرتا ہوں اور صرف اتنا عرض کروں گا کہ:

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے خانوادہ ولی اللّٰہی میں شاہ اسمٰعیل شہید کو خود شاہ صاحب سے بھی بڑا مقام عطا فرمایا تھا۔ اور یہاں تک لکھ دیا تھا کہ اگر ان کے عہد میں شاہ صاحب بھی ہوتے تو انہی کے جھنڈے کے نیچے ہوتے۔ میں پوری علمی بصیرت کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ پورے علمی خانوادہ قاسمی میں جو برصغیر کی تاریخ میں ڈیڑھ سو سال پر پھیلا ہوا ہے، حضرت شیخ الہند کا وہی مقام ہے جو اس تحریک کے دورِ ثانی میں شاہ اسمٰعیل شہید کا تھا۔

حضرت شیخ الہند نے اپنی زندگی میں وہ کارنامہ انجام دیا ہے کہ اگر اس دور میں حضرت قاسم العلوم نانوتوی علیہ الرحمہ ہوتے تو وہ بھی اسی سلطانِ وقت و سکندرِ عزم کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا دورِ سعادت اور دورِ علوم و افکار اسی ذاتِ گرامی اور فضیلت مآب کا عہد ہے۔ جسے تاریخ اسلامیانِ پاک و بھارت میں محمود حسن کے نام، دیوبندی کی نسبت اور شیخ الہند کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرات! اس صحبت و فرصت کے لمحات اختتام کو پہنچے۔ رخصت چاہتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

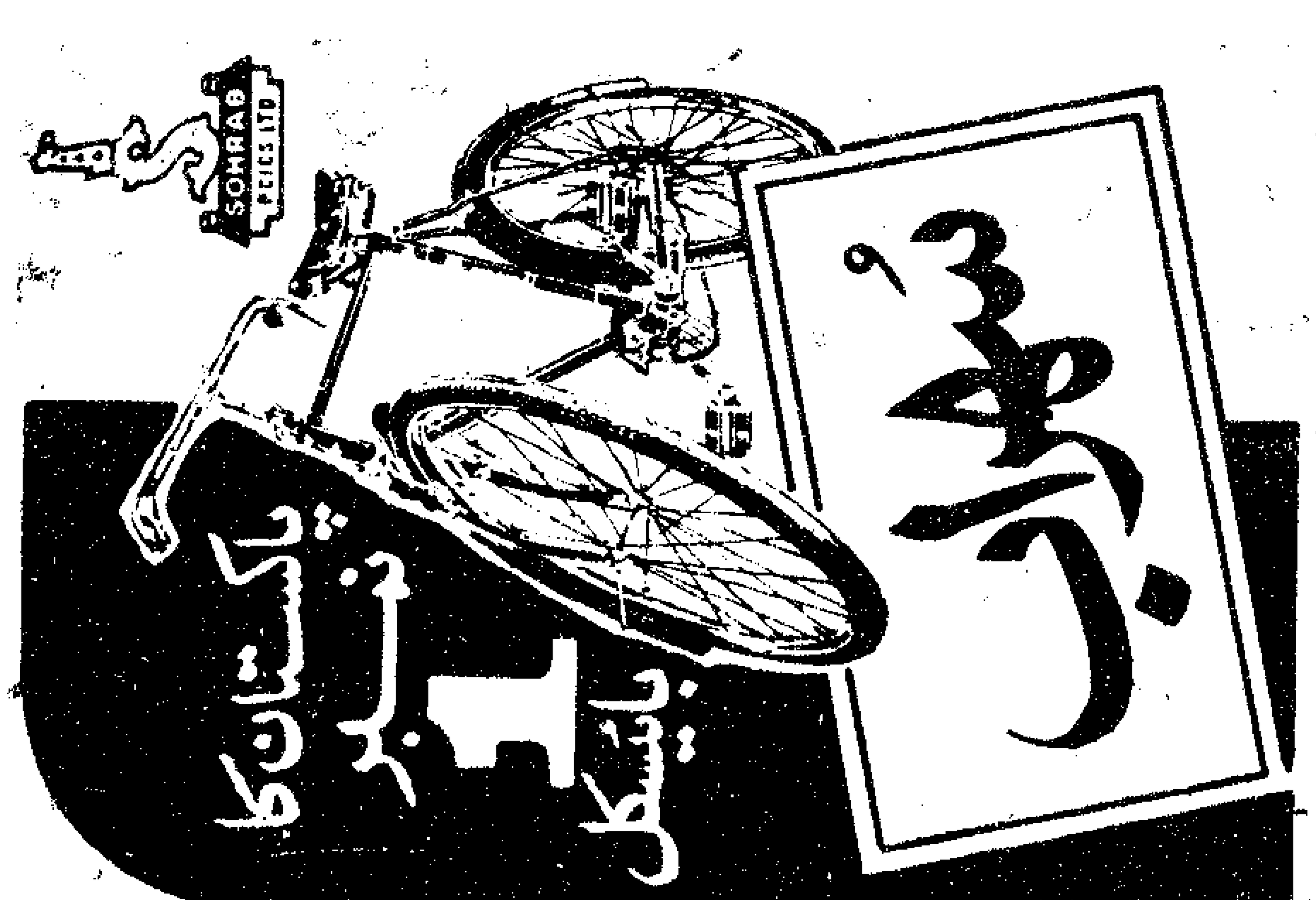

© rasailojaraid.com